بندہ و صاحب، محتاج و غنی ایک ہوئے
تری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

مساواتِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم

تحریر و ترتیب

حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

بزمِ عشاق
جامع مسجد عمر رضی اللہ عنہ
نیو پٹھان والا، جھنگ روڈ، فیصل آباد موبائل نمبر: 0300 666 17 55

مساوات محبوب ﷺ

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم
امابعد
فاعوذبالله من الشیطن الرجیم
بسم الله الرحمن الرحیم

تہذیب جدید کی بدولت جو نئے الفاظ ہم تک پہنچے ہیں۔ان میں حریت' مساوات اور اخوت اپنے اندر خاص جذب اور کشش رکھتے ہیں۔ پاک و ہند کا ہر فرد ان الفاظ کو روزانہ استعمال کرتا اور انہیں اپنا وظیفہ حیات تصور کرتا ہے۔مگر غور سے دیکھا جائے تو یہ الفاظ ابھی تک شرمندہ معنی نہیں ہوئے۔ یورپ کے عشرت کدے اور امریکہ کی مقدس سرزمین بھی ان الفاظ کی حقیقی تفسیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔

مساوات آج دنیا کی سیاسی اور اقتصادی کشمکش کا ایک اہم مسئلہ ہے جس نے بڑے بڑے مفکرین اور سیاسی راہنماؤں کی توجہ اپنی طرف مبذول کر رکھی ہے اور حق یہ ہے کہ دنیا کی تمام مصیبتوں اور انسانیت کی تمام بلاؤں کا حل اسی ایک لفظ میں مضمر ہے۔مگر اس کے باوجود دنیا مساوات سے کوسوں دور بھاگ رہی ہے۔ گوسیاسی پلیٹ فارموں پر کھڑے ہو کر تہذیب کے علمبردار بنی نوع انسان کے حقیقی خیر خواہ اور امن وامان کے پرستار بہانگ دہل اس چیز کا اعلان کرتے ہیں کہ ہماری ملک گیری کی غرض و غایت دنیا اور انسانیت کو دکھوں سے نجات دلانا' کالے اور گورے کی تمیز مٹانا اور تمام انسانوں کو مساوی حقوق دلانا ہے لیکن ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ یہ بلند بانگ دعوے کہاں تک اپنے اندر سچائی رکھتے ہیں اور ان کے پرستار کہاں تک اپنے عزائم اور مقاصد میں کامیاب ہوئے ہیں اور کیا ان کے ہاتھوں دنیا میں مساوات پھیل سکتی ہے یا نہیں۔ میرا دعوی ہے کہ وہ اس میں ناکام ہیں اور ناکام رہیں گے۔البتہ اگر دنیا میں سچی اور حقیقی مساوات کہیں ہے اور وہ ہمیں عملی زندگی میں مدد دے سکتی ہے تو وہ اسلام اور بانی اسلام علیہ الصلوۃ والسلام کی تعلیمات میں ہے اور اس کی پیروی سے دنیا نجات حاصل کرسکتی ہے۔ہم اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر بحث کر کے اپنے دعوی کے جواز میں ثبوت پیش کریں گے۔

مذہبی زاویۂ نگاہ

دنیا کے قدیم مذاہب میں جو اس وقت ہمارے سامنے ہیں' ہندومت اور عیسائیت خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ہندومت میں مساوات سرے سے مفقود ہے۔ ذاتوں اور برنوں کی تقسیم دائمی غلامی کا پیش خیمہ ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے برہمن کا درجہ اتنا بلند اور ارفع ہوتا ہے کہ شودر اور اچھوت کی چیخ و پکار بھی اس کے کانوں تک نہیں پہنچ سکتی۔ برہمن شکم مادر سے پوتر پیدا ہوتا ہے۔ وہ گناہوں سے منزہ اور آلائشوں سے پاک سمجھا جاتا ہے۔ نہ کوئی عدالت اس کے خلاف مقدمہ قائم کرسکتی ہے اور نہ ہی اس کے بیان پر شک وشبہ کی گنجائش ہوسکتی ہے۔ اگر اس سے کسی انسان کا قتل بھی سرزد ہو جائے تو ہندو قانون کے مطابق اسے بڑی سے بڑی سزا یہ ہی دی جاسکتی ہے کہ اسے دیس بدر کر دیا جائے اور اس کی املاک اور جائیداد کی قیمت اسے دے دی جائے۔ شودر اور اچھوت شروع سے باقی تین برنوں

کے مظالم کا تختۂ مشق بنے ہوئے ہیں۔ انہیں تعلیم سے بے بہرہ رکھا جاتا ہے۔ مندروں کے دروازے ان پر بند ہیں۔ انسانیت کے حقوق سے وہ محروم ہیں۔ ان کا سایہ اونچی ذات کو ناپاک کر سکتا ہے۔ ان کے کنوئیں علیحدہ ہوتے ہیں۔ ان کی بستیاں الگ تھلگ بنائی جاتی ہیں۔ وہ غلامی اور خدمت گزاری کے لئے پیدا ہوتے ہیں اور اسی ذلیل حالت میں مر جاتے ہیں۔ ہندوستان کی تاریخ اس قسم کے خونچکاں واقعات سے لبریز ہے اور اچھوتوں کی مظلوم خاموشی اب اچھوت ادھار کی صورت میں رنگ لا رہی ہے۔

عیسائیت جس کا مآخذ انجیل مقدس ہے خود مساوات کے حاصل کرنے میں ناکام رہی ہے۔ بائیبل میں تو یہ پایا جاتا ہے کہ اپنے پڑوسی سے اپنا ایسا سلوک کرو۔ مگر آج ہر عیسائی اس تعلیم کے خلاف عمل کرتا نظر آتا ہے۔ عیسائیت کی تاریخ جنگ و جدل کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے۔ ایک مدت تک عیسائیوں کے مختلف فرقے مذہب کا نام لے کر ایک دوسرے کا گلہ کاٹتے رہے۔ قرون وسطیٰ کی مذہبی عدالتوں نے مذہب کے نام پر ہزاروں انسانوں کا خون بہایا اور خدا کی پاک مخلوق پر انسانیت سوز ستم ڈھائے۔ پروٹسٹنٹ فرقہ نے ایک مدت تک رومن کیتھولک والوں کو ظلم و تشدد سے دبائے رکھا اور جب ان کی چیخ و پکار سے یورپ کی تمام فضا گونج اٹھی تو انہیں کچھ تھوڑے بہت سیاسی حقوق دے کر خاموش کر دیا گیا۔ مگر ان کی عبادات اور دیگر مذہبی رسوم کی بجا آوری پر پابندیاں عائد کر دیں۔ اسی طرح صلیبی جنگوں میں ہمیں امتیاز رنگ و بو کی داستانیں بکثرت ملتی ہیں۔ جن کی بنا پر عیسائی دنیا حصول مقاصد میں بری طرح ناکام رہی۔

تمدنی پہلو

تمدن عالم پر بھی ایک سرسری نظر ڈالنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے سوا دنیا کا کوئی مذہب مساوات کا حامی نہیں۔ دنیا کا قدیم ترین تمدن اہل مصر کا ہے مگر اس میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے مظلوم فراعنۂ مصر کے محلات کی تعمیر کے لئے ہزاروں من پتھر اپنی پیٹھوں پر لاد لاد کر لاتے ہیں۔ انہیں جانوروں کی طرح چھکڑوں میں جوتا جاتا ہے۔ امراء کی تفریح گاڑیوں کو وہ میلوں تک کھینچتے ہیں اور جب وہ تھک کر چکنا چور ہو جاتے ہیں تو کوڑوں سے ان کی پیٹھ لہولہان کر دی جاتی ہے۔ بیگمات مصر کی پالکیوں کو کندھوں پر اٹھائے اٹھائے پھرنا' ان کے سروں پر چھتریاں لگائے دم بخود تصویر مظلومی بنے سایہ کی طرح ساتھ ساتھ رہنا' ان کی سواریوں کے ہمراہ میلوں تک دوڑتے دوڑتے جانا اور آخر بدحواس ہو کر گر پڑنا' چیتھڑوں سے پیوند کئے ہوئے تہہ بند' پھٹے پرانے لباس' غربت اور افلاس زدہ چہرے' انہیں مصریوں سے صاف ممیز کر رہے ہیں۔

سرزمین یونان میں ایتھنز والوں کو تمام دنیا پر ترجیح دی جاتی ہے مگر افلاطون کا فلسفہ اور ارسطو کی نکتہ آرائیاں اس امتیاز کو مٹانے سے قاصر ہیں بلکہ انہوں نے خود اس بات کا اعلان کیا ہے کہ اہل ایتھنز تمام دنیا کو غلام بنا سکتے ہیں مگر انہیں کوئی غلام نہیں بنا سکتا کیونکہ وہ تمام دنیا سے افضل و اعلیٰ ہیں۔

اسی طرح اہل روما کی عدم مساوات نے موجودہ قومیت اور نسلی امتیاز کی بنیاد رکھی۔ نیشنلزم Nationalism کا موجودہ تخیل بھی انہی کی تہذیب کا اثر ہے۔ اہل روما کا نسلی تفاخر ان کی تاریخ کے ایک ایک

ورق سے عیاں ہے۔ انہوں نے مصر' افریقہ' شام اور ایشیاء کوچک میں وہ وہ مظالم توڑے ہیں کہ تاریخ عالم آج تک ان پر نوحہ کناں ہے۔ چنانچہ جب بعض سیاسی اور جنگی مصلحتوں کی بنا پر مسلمانوں نے حمص کو چھوڑا تو وہاں کی عیسائی آبادی نے افسوس کا اظہار کیا اور اللہ کریم کے سامنے گڑگڑا کر دعائیں مانگیں کہ وہ مسلمانوں کو دوبارہ وہاں لائے۔ یہ کیوں؟ فقط اس لئے کہ رومیوں نے کبھی ان کے ساتھ مساویانہ سلوک نہیں رکھا اور مسلمانوں نے ان کے ساتھ برابر کا سلوک کر کے ثابت کر دیا تھا کہ اسلام اس قسم کی تنگ نظریوں سے بالاتر ہے۔

اس موقع پر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اس وقت عربوں اور رومیوں کی جنگوں کو مذہبی رنگ دیا جاتا تھا۔ پادریوں کی جوشیلی تقریروں نے سلطنت روم کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک آگ لگا رکھی تھی۔ ایسی حالت اور ایسے موقعوں پر عیسائیوں کی یہ دعائیں اور عاجزانہ التجائیں کہ خدا مسلمانوں کو ان پر دوبارہ مسلط کرے' ثابت کرتی ہیں کہ مساوات کا سچا جذبہ اور عملی پہلو فقط اسلام ہی میں موجود ہے۔ تہذیب روما اس سے بالکل نہ آشنا اور عاری ہے۔

یورپ کا جدید تمدن بھی بظاہر نہایت دلفریب اور دلکش معلوم ہوتا ہے' سائنس اور فلسفہ کی ترقی سے دنیا نے یہ یقین کر لیا تھا کہ اب انسانیت کے مجروح قلوب کا مداوا ہو جائے گا۔ وہ دل جو مدت کے ظلم وستم سے پاش پاش ہو چکے ہیں ان کے اندمال کا وقت آ گیا ہے۔ مگر نقاب اٹھنے پر معلوم ہوا کہ دنیا ایک عظیم الشان دھوکہ میں مبتلا تھی جسے وہ مساوات کی نیلم پری سمجھ رہی تھی۔ وہ استبدادیت کا دیو تھا۔ بنی نوع انسان کے جذبہ ہمدردی کی تہہ میں بھی طمع زر' جنگ و جدل' شخصی خودغرضی' مطلب پرستی' مطلب براری' استعمار پسندی' تفریق رنگ و بو' سپید رنگ کا تفوق اور اس قسم کے دیگر خوفناک خیالات مضمر تھے' دنیا نے ایک بار پھر دیکھ لیا کہ بین الاقوامی قوانین کے شاندار اصول انسانی ہمدردی کے لمبے چوڑے دعوے اور اس بات کا اعلان کہ تہذیب جدید کا اصول اساسی بنی نوع انسان کی خدمت اور مساوات ہے۔ ہماری پریشانیوں کو خوفناک صورت میں بڑھا دیا ہے۔ علامہ اقبال نے سچ کہا تھا۔

ہے وہ ہی ساز کہن یورپ کا جمہوری نظام
کہ نہیں جس میں نوا غیر از نوائے قیصری
دیو استبداد جمہوری قبا میں پائے کوب
تو سمجھتا ہے یہ آزادی کی ہے نیلم پری

کیا یہ حقیقت نہیں کہ کینیڈا' نیوفاؤنڈلینڈ' تسمانیہ اور دیگر سپید انسانوں کی بستیوں نے اپنے دروازے ایشاء والوں پر بند کر دیئے ہیں اور کسی غیر یورپی انسان کو وہاں رائے دہندگی کا حق حاصل نہیں؟

کیا یہ درست نہیں کہ امریکہ میں کالے اور گوروں کے گرجے جدا جدا ہوتے ہیں اور کالا کسی گورے کا امام نہیں ہو سکتا اور کیا امریکہ نے ہنود احمر کو مٹانے میں ایڑی چوٹی کا زور نہیں لگایا؟

کیا جمہوریت پسند اہل فرانس نے اپنی بستیاں بسانے کے لئے ہمدردی کے بہانے خوفناک بیماریوں کے جراثیم سے آلودہ کمبل امریکہ کے اصلی باشندوں میں تقسیم نہیں کئے اور کیا انہوں نے الجزائر کے شیوخ کو عین دوپہر کے وقت تپتی ہوئی ریت میں کمر تک گاڑ کر ان کے جذبۂ آزادی و جمہوریت کو کچل کر نہیں رکھ دیا اور کیا انہوں نے

ہنستے، بیکس اور کمزور درو زیوں پر گولہ باری کر کے دنیا کے سامنے اپنی عدم جمہوریت اور مساوات کا ثبوت نہیں دیا؟

کیا اہل ہسپانیہ نے مل گیری کی خاطر میکسیکو والوں پر انسانیت سوز مظالم نہیں توڑے؟

کیا اہل بلجیئم نے ربڑ کی تجارت کے سلسلہ میں اہل کانگو پر خوف ناک ستم نہیں ڈھائے؟

کیا یورپ کی مختلف قوموں نے افریقہ کے غریب باشندوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح جہازوں میں لاد لاد کر مختلف مما لک میں فروخت نہیں کیا؟

کیا بالشویکوں نے زار کی حکومت کا تختہ الٹ دینے کے بعد مساوات کے نام پر انسانی خون کو پانی کی طرح نہیں بہایا اور محض اختلاف رائے کی بنا پر روس کی ایک بہت بڑی جماعت کو موت کے گھاٹ نہیں اتارا؟

کیا جرمنی میں نسلی امتیاز کی بنا پر یہودیوں کو ترک وطن پر مجبور نہیں کیا گیا اور کیا جنگ عظیم کے بعد ایک بہت بڑی جمہوری سلطنت کے ایک وزیر نے تقریر کرتے ہوئے یہ نہیں کہا کہ امریکہ اور یورپ کی گوری نسلوں کو خدا نے اس واسطے پیدا کیا ہے کہ وہ سیاہ فام قوموں اور کالی نسلوں کو محکوم بنائیں اور ان پر حکومت کریں؟

اسلامی مساوات

آیئے اب اس تصویر کو اسلام کے آئینہ میں دیکھئے۔ اسلام اخوت اور مساوات کے ذریعہ انسانوں کی عالمگیر برادری قائم کرتا ہے۔ وہ نسلی امتیاز مٹا کر کالے اور گورے، حبشی اور رومی، یورپی اور غیر یورپی کو ایک سٹیج پر کھڑا کرتا ہے اور زندہ جاوید حافظ کے قول کے بموجب کہ

مجو بہ محل شاھی کہ در ولایت عشق
گدا بہ تخت نشانند پاوشاہ گیرند

اسلام غلاموں کو زمانہ بھر کا مولا بنا دیتا ہے۔ اسلام کے آتے ہی نسلی تفاخر، قومی تکبر اور خاندانی وجاہت کی کایا پلٹ گئی تمام عرب ایک ہی رنگ میں رنگے گئے اور وہ اسلام کا رنگ تھا جس نے انہیں ملکی بندھنوں اور جغرافیائی حدود سے آزاد کر کے ایک عالمگیر برادری کا رکن بنا دیا۔ اب ورقہ بن نوفل (عیسائی) عثمان بن طلحہ (ابراہیمی) عبداللہ بن سلام (یہودی)، صہیب رومی رضی اللہ عنہ، بلال حبشی رضی اللہ عنہ، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ میں کوئی فرق نہ تھا۔

حسن از بصرہ، بلال از حبش، صہیب از روم
زخاک مکہ ابوجہل ایں چہ بو العجبی است

اسلام عمل کا مذہب ہے۔ اس کی تعلیم عمل پر مبنی ہے۔ جب محبوب دو جہاں ﷺ نے تمام انسانوں کو اسلام کی عالمگیر برادری اور مساوات کا درس دیا تو قریش نسلی تفاخر میں اس قدر ڈوبے ہوئے تھے کہ وہ اپنے سوا تمام انسانوں کو ہیچ سمجھتے تھے۔ ان کی نظروں میں خدا کی بادشاہت فقط انہی کے لئے تھی۔ وہ اپنے آبائی مذہب پر فخر کرتے اور اپنی نسلی نجابت پر اتراتے تھے۔ یہاں تک کہ جنگ بدر کے موقع پر جب مدینہ منورہ کے دو مسلمان قریش کے مقابلہ میں نکلے تو قریش نے پکار کر کہا کہ اے محمد ﷺ قریش کی تلوار کسی غیر قریشی کی گردن پر نہیں چل سکتی۔ تو ان کے

مقابلہ میں مدینہ کے آدمی بھیج کر ان کی تلواروں کی توہین وتذلیل کر رہا ہے۔ مگر محبوب دو جہاں ﷺ نے ان تمام باتوں کا قلع قمع کیا اور بتایا کہ لیس لا حد علی احد فضل الا بدین و تقوی کسی کو ایک دوسرے پر فضیلت نہیں سوائے پاکیزہ فضیلت کے۔ پھر فرمایا کہ اے قریش اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لو کہ تمہارا باپ ایک ہے کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں۔ اگر فضیلت ہے تو حسن عمل اور اتقا کی وجہ سے۔ اس حقیقت سے آگاہ ہو جاؤ۔ یہی سچی حقیقت ہے' اس سے سرتابی نہیں ہو سکتی۔ یہ میرا فرض تھا میں نے اسے پورا کر دیا۔

ان ارشادات کا اثر یہ ہوا کہ جب حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے شادی کی خواہش ظاہر کی تو اہل قریش کی گردنیں ان کے سامنے جھک گئیں اور سب یہ آرزو کرنے لگے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی انگلی ان کی طرف اٹھے اور وہ یہ سعادت حاصل کریں۔ چنانچہ جب آپ کا انتقال ہوا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ افسوس

اٹھ گیا آج زمانہ سے ہمارا آقا
اٹھ گیا آج نقیب چشم پیغمبر ﷺ

محبوب دو جہاں ﷺ کی تعلیمات کا ماخذ قرآن حکیم ہے۔ اس میں بھی اللہ کریم فرماتا ہے۔ یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکر وانثی شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقکم وجعلنکم ---- الخ اے لوگو! یاد رکھو' اللہ تعالیٰ نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے۔ تمہارے مخالف خاندان قبیلے اس واسطے بنائے ہیں کہ خاندان اور قبیلوں کا امتیاز باہمی جان پہچان کا سبب بن جائے۔ یہ تفریق صرف تعارف کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت اور وقار کا مستحق وہ ہے جس کا کردار سب سے اچھا اور بلند ہے۔

اللہ کریم کا یہ حکم نسلی اور جغرافیائی امتیازات کے لئے موت کا پیغام ثابت ہوا۔ آناً فاناً یہ امتیازات مٹ گئے اور ایک ایسی عالمگیر برادری قائم ہوگئی جس کا اصل اصول مساوات تھا اور جس کی تاسیس مواخاۃ محبت' رحمت' عفو اور کرم پر تھی۔ اس برادری کا طغرائے امتیاز یہ تھا کہ سب ایک دوسرے کو عزت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ یہ وہ برادری تھی جس میں انصار نے اپنے تمام جائیدادیں مہاجرین کے ساتھ نصف نصف بانٹیں۔ یہ وہ بھائی چارہ تھا جس میں ایک سیاہ فام حبشی اپنے اتقا کی وجہ سے ایک قریشی شہزادے سے زیادہ معزز تصور کیا جاتا تھا۔ یہ وہ نظام مجلسی تھا جس میں روزمرہ کے عمل سے سکھایا جاتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا محبوب وہی بن سکتا ہے جو خدمت خلق میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے۔ اس مساوات نے ایسا ماحول پیدا کر دیا کہ آقا اور غلام قانون کی نظر میں یکساں ہو گئے اور دوسری اقوام کے خلاف ادنیٰ ادنیٰ غلام اس عالمگیر برادری کی امامت اور بادشاہت کے درجہ پر پہنچ گئے۔

یہ مساوات کوئی شاعرانہ تخیل یا ناقابل عمل اصول نہ تھا۔ اسلام اور پرستاران اسلام نے اسے جس رنگ میں پیش کیا اس کی مثال تاریخ عالم میں نہیں مل سکتی۔ محبوب دو جہاں ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر جو خطبہ ارشاد فرمایا اس میں نہایت پرجوش الفاظ میں اس کا اعادہ کیا اور فرمایا کہ "اے حاضرین! میں تمہیں اسلامی وحدت کا سبق دیتا ہوں' اچھی طرح سمجھ لو کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے' یہ اخوت خدا کی ودیعت ہے' پس کسی بھائی کو یہ

مناسب نہیں کہ وہ دوسرے بھائی کی رضامندی کے بغیر اس کا مال حاصل کرے' ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے دے دے تو اور بات ہے۔ اے حاضرین! اسلام میں سب آدمی برابر ہیں' نہ عربی کو عجمی پر فضیلت ہے نہ عجمی کو عربی پر تفوق ہے۔ سب میں پایہ امتیاز صرف پارسائی ہے۔ خدا کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ آج میں نسل' رنگ اور قوم کے بتوں کو پاؤں تلے روندتا ہوں اور تمام انسانوں کو عالمگیر اخوت اور مساوات کے رشتہ میں جکڑتا ہوں۔ کیونکہ تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا ہوا تھا''۔

مساوات کا اس سے شاندار نقشہ اور کیا ہوسکتا ہے؟ کیا کوئی مذہبی کتاب ایسے شاندار الفاظ پیش کرسکتی ہے؟ کیا کوئی سیاسی مفکر مساوات کے متعلق اتنے مؤثر جذبات دنیا کے سامنے رکھ سکتا ہے؟ کیا کوئی ریفارمر مساوات کا اتنا عمدہ درس دے سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ صدیاں گزر گئیں' زمانہ کے اوراق پلٹ گئے' تاریخ کے دور گزر گئے۔ مگر مکہ کے امی نبی ﷺ کے سب سے بڑے ریفارمر اور تاریخ عالم کے پہلے اور آخری تاریخی پیغمبر ﷺ کے الفاظ حروف زریں کی طرح انسانیت کے اوراق اور تاریخ کے صفحات پر آج تک جگمگا رہے ہیں اور ان کی چمک دمک سے تہذیب وتمدن' کلچر اور معاشرت کی آنکھیں خیرہ ہو رہی ہیں۔

رحمت دوجہاں ﷺ نے آزاد اور غلام کے امتیاز کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا۔ یہ وہ بندھنیں تھیں جو منو اور ارسطو کے انسانی دماغوں کی کاوشوں کا نتیجہ تھیں۔ جن کے توڑنے میں گوتم بدھ اور جین مت کا بانی مہابیز ناکام رہ چکے تھے۔ جن کی گرفت روز بروز مضبوط اور استوار ہو رہی تھی۔ بڑے بڑے فلاسفر اور روشن دماغ مقننین نے اسے جائز اور مباح قرار دے رکھا تھا۔ پرانا عہد نامہ اس کی تصدیق کرتا ہے۔ انجیل اس کے متعلق خاموش ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت بھی اپنے محبوب ﷺ کے لئے محفوظ رکھی تھی کہ وہ شودر' اچھوت اور غلاموں کا ادھار کریں اور ان کو ایک عالمگیر برادری کا فرد بنا کر انسانیت کے ماتھے سے یہ کلنگ کا ٹیکہ مٹائیں۔ تاریخ کہتی ہے کہ محبوب دوجہاں ﷺ کی عین حیات میں پچاس ہزار غلاموں کو آزادی نصیب ہوئی اور وہ اسلام کی برادری کے اہم ترین رکن بن گئے۔

☆ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے نام سے کون واقف نہیں۔ اسلام کا یہ معزز فرزند اسلام لانے سے پہلے غلامی کے بندھنوں میں جکڑا ہوا تھا۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی اسی مصیبت میں گرفتار تھے۔ زید رضی اللہ عنہ بھی اسی جام کی تلخیوں کا مزہ چکھ رہے تھے۔ ہادیٔ اکرم ﷺ کے لبوں کی ایک ہلکی سی جنبش نے انہیں غلامی کی آہنی زنجیروں سے آزاد کر دیا۔ حجتہ الوداع کے موقع پر محبوب کریم ﷺ نے پھر اس کی مذمت کی اور فرمایا کہ ''اے مسلمانو! تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں' ان سے اتنا ہی کام لو جتنا وہ آسانی سے کرسکیں' ان کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرو جیسا تم اپنے دوستوں اور عزیزوں سے روا رکھتے ہو' جو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو وہ ان کے لئے بھی ناپسند کرو' جو خود کھاؤ' انہیں بھی کھلاؤ' جو خود پہنو وہ انہیں بھی پہناؤ''۔

کیا کوئی مذہب کوئی تہذیب اور کوئی مقنن غلاموں کے متعلق اس قسم کے خیالات پیش کرسکتا ہے۔ یورپ آج اس پر اتراتا ہے کہ اس نے غلامی کا قطع قمع کیا اور اس کی روک تھام کے لئے قانون بنائے مگر جو امتیازی سلوک وہ ایک دوسرے کے ساتھ روا رکھتے ہیں' وہ صاف صاف بتاتا ہے کہ اس آزادی کا دوسرا نام غلامی ہے اور یہ قدیم

زمانہ کی غلامی سے بھی بدتر ہے۔ پہلے جسم غلام ہوتے تھے' اب روح اور دماغ کو غلام بنایا جاتا ہے۔ اس کا چارہ اور علاج فقط محبوب کائنات ﷺ کی آغوش میں ہے۔ آپ ﷺ کو غلاموں کا اتنا خیال تھا کہ آپ ﷺ نے آخری وصیتیں کیں تو فرمایا کہ اپنی لونڈیوں اور غلاموں کے بارے میں خدا سے ڈرو۔

☆ ایک مرتبہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک عجمی غلام کو برا بھلا کہا' وہ فریاد لے کر بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ پر سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ یہ غلام تمہارے بھائی ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو ان پر ایک گنا فضیلت دی ہے' یاد رکھو! جو غلام تمہاری مرضی کے مطابق نہ نکلے اسے فروخت کر دو اور خدا کی مخلوق کو عذاب اور تکلیف نہ دو۔

☆ ایک بار رحمت دو جہاں ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے غلام کو پیٹ رہا ہے' آپ ﷺ نے فرمایا۔ خدا تم سے زیادہ قدرت والا ہے۔ اس شخص نے آپ ﷺ کی آواز پہچان کر غلام کو آزاد کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم ایسا نہ کرتے تو آتش جہنم تجھے بھسم کر دیتی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے برابر دس سال محبوب دو جہاں ﷺ کی خدمت کی مگر اس عرصہ میں آپ ﷺ نے مجھے کبھی اف تک نہ کہی۔

ان مثالوں کے ہوتے ہوئے بھی مغرب کے گزیدہ ذہن پادری گرجوں کے منبروں پر کھڑے ہو کر یہ کہتے ہیں کہ اسلام غلامی کی تعلیم دیتا ہے۔ اگر اس کا نام غلامی ہے تو یہ مغرب کی آزادی سے ہزار درجے بہتر ہے۔

خدا گواہ است کہ گر جرم ماہمیں عشق است
گناہ بگرد مسلمان بجرم ما بخشند

محبوب دو جہاں ﷺ نے مظلوم اور بے زبان عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق دلائے اور حجتہ الوداع کے موقع پر فرمایا کہ "اے لوگو! عورتوں کے معاملات میں خدا سے ڈرو' جس طرح تمہارے حقوق ان پر ہیں' اسی طرح ان کے حقوق تم پر ہیں' انہیں حقیر اور ذلیل نہ سمجھو' وہ خدا کی طرف سے تمہارے پاس امانت ہیں ان کی عزت کرو"۔

یہ ہے اسلامی مساوات کی تعلیم جو دنیا کے سب سے بڑے سب سے کامیاب اور سب سے الوالعزم پیغمبر ﷺ کی معرفت ہم تک پہنچی اور یہ تعلیم نہیں بلکہ خود رحمت دو جہاں ﷺ نے اس پر عمل کیا اور دنیا کو بتایا کہ عمل بہترین معلم ہے۔

ایک مرتبہ ایک صحابی نے اپنا لڑکا محبوب دو جہاں ﷺ کی خدمت میں بھیجنا چاہا۔ لڑکے نے پاس ادب سے دریافت کیا کہ وہ شہنشاہ کونین ﷺ کو کس لقب سے مخاطب کرے۔ صحابی نے جواب دیا۔ جان پدر! بارگاہ نبوت میں کسی شاہانہ لقب کی ضرورت نہیں تم محمد کہہ کر پکار لینا۔ اللہ اکبر کیا شان مساوات ہے۔ یورپ بایں ہمہ ادعائے مساوات آج یہ کہتا ہوا سنائی دیتا ہے کہ ایک شریف آدمی اپنے خادم کی نگاہ میں شریف نہیں ہوتا۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ یورپ کی مساوات ریاکارانہ ڈپلومیسی ہے جس میں خلوص کلیتاً مفقود ہے مگر تاریخی واقعات پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ عرب کا امی اپنے نزدیک ترین خدام کی نگاہوں میں بھی اتنا ہی معزز تھا جتنا کہ غیر ان کا احترام کرتے تھے۔ کیونکہ وہ اخوت و مساوات کا درس دینے سے پہلے خود اس پر عمل کرتا تھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کسی بات پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو ڈانٹا' محبوب دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ تم نے ان لوگوں کو آزردہ کیا' یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ واپس آئے اور ان سے معافی مانگی۔

قبیلہ مخزوم کی ایک عورت چوری کے الزام میں گرفتار ہوئی۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ لوگوں کی طرف سے شفیع بن کر بارگاہ اقدس میں آئے' محبوب دو جہاں ﷺ کو اسامہ رضی اللہ عنہ سے بہت محبت تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے اسامہ کیا تم حدود خداوندی میں تجاوز کی سفارش کرتے ہو۔ پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا تم سے پہلی امتیں اسی واسطے تباہ ہوئیں کہ جب کوئی معزز آدمی جرم کرتا تو چشم پوشی کرتے اور جب کوئی معمولی آدمی جرم کرتا تو سزا دیتے۔ خدا کی قسم اگر محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہ رضی الہ عنہا بھی چوری کرتی تو اس کے ہاتھ کاٹ دیئے جاتے۔

تہذیب جدید کے علمبردار آئیں محبوب دو جہاں ﷺ کے اس اسوہ حسنہ کو دیکھیں اور پھر یورپ کی چکا چوند کر دینے والی تہذیب کے اس مقولہ کا توازن کریں کہ بادشاہ قانون سے بالاتر ہوتا ہے۔ دنیا کی کوئی عدالت اس کے خلاف مقدمہ قائم نہیں کرسکتی اور نہ ہی اس سے جرم سرزد ہوسکتا ہے۔

ایک دفعہ سفر میں کھانا تیار نہ تھا۔ تمام صحابہ علیہم الرضوان نے مل کر کھانا پکانے کا انتظام کیا' سب نے ایک ایک کام اپنے ذمہ لیا۔ حاکم کائنات ﷺ نے جنگل سے لکڑیاں لانے کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ صحابہ علیہم الرضوان نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ کام ہم خود ہی کرلیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا' یہ سچ ہے لیکن میں یہ پسند نہیں کرتا کہ تم میں سے اپنے آپ کو ممتاز کروں۔ اللہ اس بندے کو ناپسند کرتا ہے جو اپنے ہمراہیوں سے ممتاز بنتا ہے۔

جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں گرفتار ہوکر آئے تو لوگوں نے دوسرے قیدیوں کے ساتھ ان کے ہاتھ پاؤں بھی جکڑ کر باندھ دیئے۔ وہ بہت بے چین ہوئے' ان کے کراہنے کی آواز راحت دو جہاں ﷺ کے کانوں میں آرہی تھی لیکن آپ ﷺ اس خیال سے ان کے ہاتھ پاؤں نہیں کھولتے تھے کہ لوگ کہیں گے اپنے عزیزوں کے ساتھ رعایت کرتے ہیں۔ مگر ان کی تکلیف کی وجہ سے آپ ﷺ کو نیند نہ آئی' صحابہ نے کروٹیں بدلنے کا سبب سمجھ کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی گرہیں ڈھیلی کردیں۔ چنانچہ جب کچھ عرصہ تک حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے کراہنے کی آواز آپ ﷺ کے کانوں میں نہ پہنچی تو آپ ﷺ نے اس کا سبب دریافت کیا' صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ہم نے ان کی گرہیں ڈھیلی کردی ہیں۔ آپ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا کہ میں اس امتیازی سلوک کو اچھا نہیں سمجھتا' یا تو سب کی گرہیں ڈھیلی کردو یا عباس رضی اللہ عنہ کی مشکیں بھی کس دو۔

☆ ایک حبشی مسجد میں جھاڑو دیا کرتا تھا۔ وہ بیمار ہوا تو آپ ﷺ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ وہ شخص آدھی رات کے قریب فوت ہوگیا اور اسی وقت دفن کر دیا گیا۔ اس کے انتقال کی خبر آپ ﷺ کو نہ ملی۔ آپ ﷺ نے اس کا سبب پوچھا تو بتایا گیا کہ وہ اس قابل نہ تھا کہ آپ ﷺ کو اس کے مرنے کی اطلاع دی جاتی۔ آپ ﷺ یہ سن کر بہت رنجیدہ ہوئے اور اس کی قبر پر جاکر نماز جنازہ ادا فرمائی۔

☆ ایک دفعہ ایک شخص جان کائنات ﷺ سے ملنے کے لئے آیا لیکن نبوت کا رعب اس درجہ طاری ہوا کہ وہ کانپنے لگا۔ آپ ﷺ نے اسے تسلی دی اور فرمایا کہ ڈرو مت۔ میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہوں۔ ایک قریشی عورت کا لڑکا ہوں جو سوکھا گوشت پکا کر کھاتی تھی۔

☆ مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت جب صحابہ کرام علیہم الرضوان اینٹیں اٹھا اٹھا کر لاتے تھے اور اس کام میں بڑے ذوق وشوق سے حصہ لے رہے تھے تو جان کائنات ﷺ خود بھی ان میں شریک تھے اور اینٹیں اٹھا اٹھا کر پرجوش الفاظ میں انہیں یہ خوشخبری سناتے تھے کہ وہ شخص کامیاب ہے جو مسجد تعمیر کرتا ہے اور اٹھتے بیٹھتے قرآن مجید پڑھتا ہے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم خدمت کے لئے حاضر ہیں' آپ ﷺ کیوں تکلیف فرماتے ہیں' آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ تم سب کام کرو اور میں بے کار بیٹھا رہوں' مجھے بھی اس کام میں حصہ لینے دو۔

☆ جنگ احزاب کا ذکر ہے کہ کفار عرب ۲۴ ہزار کی عظیم الشان فوج لے کر نہتے مسلمانوں کو مٹانے کے لئے مدینہ پر چڑھ آئے۔ مدینہ کی حفاظت کے لئے اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ شہر کے گرداگرد خندق کھودی جائے۔ تمام صحابہ کبار نے اس میں حصہ لیا۔ جان دو جہاں ﷺ تین دن کے فاقہ کے باوجود خندق کھودنے میں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ شریک تھے۔ صحابہ کرام باری باری عرض کرتے تھے کہ یارسول اللہ ﷺ تکلیف نہ فرمائیں' مگر آپ ﷺ اس کام میں اسی انہماک سے مشغول رہے' مٹی کھودی جارہی تھی' حاکم دو جہاں ﷺ بھی مٹی ٹوکریوں میں بھر کر اٹھاتے۔ کیا مساوات کی ایسی شاندار مثال انسانیت کی تاریخ میں مل سکتی ہے اور کیا یہ وہی مساوات نہیں جس پر عمل کرنے سے دنیا کی نجات اور جہان کے دکھوں کا خاتمہ ہوسکتا ہے۔ دنیا کا اضطراب مٹ سکتا ہے۔ انسان کی پریشانیاں دور ہوسکتی ہیں اور تمام جہان کو امن' سکھ اور طمانیت قلب حاصل ہوسکتی ہے۔

☆ جنگ احزاب ہی کا واقعہ ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کام کو جلدی ختم کرنے کے لئے فیصلہ کیا کہ قبیلہ قبیلہ کے لوگ اکٹھے مل کر کام کریں۔ تمام صحابی ٹولیوں میں بٹ گئے۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہا اکیلے رہ گئے۔ وہ کچھ مغموم سے تھے۔ حاکم کائنات ﷺ نے انہیں دیکھا۔ آپ ﷺ کا جی بھر آیا۔ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ تاسف کا سبب پوچھا اور جب آپ اصل حقیقت سے واقف ہوئے تو اپنی باہیں ان کی گردن میں ڈال دیں اور فرمایا کہ تم غمگین کیوں ہوتے ہو۔ میں بھی تو تمہارا بھائی ہی ہوں آؤ ہم اور تم اکٹھے مل کر کام کریں۔ اللہ اکبر! مساوات کا کتنا روح افزا منظر ہے۔ کیا پژمردہ قلوب میں روح حیات دوڑانے کے لئے یہی ایک واقعہ کافی نہیں۔

☆ جب آخری ایام میں آپ ﷺ نے رومیوں کی روک تھام کے لئے فوج روانہ کرنے کا ارادہ کیا تو اس کی سپہ سالاری حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ۔ کے سپرد کی۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ رحمت دو جہاں ﷺ کے غلام حضرت زید رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے تھے۔ اس وقت سینکڑوں قریشی اور ہاشمی مدینہ منورہ میں موجود تھے۔ آپ ان میں سے کسی کو منتخب فرما سکتے تھے۔ مگر مساوات کی عملی تعلیم دینے اور نسبی فخر مٹانے کے لئے

آپ ﷺ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو نامزد فرمایا۔ جس نے یہ ثابت کر دیا کہ آپ ﷺ درحقیقت مساوات کے پیغمبر ﷺ تھے اور اس دنیا میں رنگ اور نسل کے بت توڑنے آئے تھے۔

آپ ﷺ کی اس عملی تعلیم کا اثر یہ ہوا کہ ہر مسلمان اس رنگ میں رنگا گیا اور آج ہم بلا خوف و تردید یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ مساوات کے متعلق جتنی شاندار روایات اسلام پیش کر سکتا ہے دنیا کی تمام قومیں مل کر بھی پیش نہیں کر سکتیں۔ مسلسل چودہ سو برس سے اب تک حج کے موقعہ پر اس کا نظارہ دنیا کو محو تحیر کر رہا ہے۔ دنیا کے ہر خطہ کے مسلمان، ہر آب و ہوا کے بسنے والے، مختلف بولیاں بولنے والے، کالے، گورے، غرضیکہ ہر طرح کے انسان مکہ مکرمہ کی مقدس سرزمین میں جمع ہوتے ہیں اور ایک لباس پہنے، ایک اثر میں ڈوبے "اللھم لبیك" کے نعرے لگاتے حرم کے گرد طواف کرتے نظر آتے ہیں۔ ان کی ایک ایک حرکت مساوات کی زندہ تصویر اور ان کی ایک ایک جنبش خدائے قہار کی عبودیت کا جذبہ لئے ہوئے ہوتی ہے۔ وہ شمع حرم کے گرد پروانہ وار گھومتے ہیں۔ ان کا یہ جوش اور ولولہ دیکھنے والوں کے دلوں پر خاص اثر کرتا ہے اور سخت سے سخت مخالف اسلام بھی اسلام کی مساوات کا قائل ہو جاتا ہے۔

نماز جو مومن کی معراج ہے، مساوات کی بہترین مثال ہے، دن میں پانچ مرتبہ اللہ کے بندے دوش بدوش کھڑے ہو کر مساوات کا عملی اعتراف کرتے ہیں، وہ نظارہ کتنا شاندار اور حیرت افزا ہوتا ہے جب ایک مزدور جس کا جسم گرد و غبار سے اٹا ہوا، جس کا لباس میلا کچیلا اور جس کی ظاہری شکل و صورت مسکنت اور افلاس کی منہ بولتی تصویر ہوتی ہے ایک کروڑ پتی، نازک مزاج کے ساتھ کندھا جوڑ کر کھڑا ہوتا ہے اور دنیا کو بتاتا ہے کہ

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

اسلامی مساوات کا یہ ایک اجمالی خاکہ ہے جو مصیبتوں سے بلبلاتی دنیا کے لئے اکسیر اعظم ہو سکتا ہے۔ دنیا کے سیاسی مفکر لاکھ ہاتھ پاؤں ماریں، بڑے بڑے روشن دماغ کتنی ہی کوشش کریں اور دنیا کو دکھوں سے نجات دلانے کے لئے کتنے ہی جتن کریں مگر جب تک وہ اسلام کی آغوش میں آ کر صحیح مساوات کا جذبہ اپنے اندر پیدا کر کے شاطرانہ عیاریوں کو ترک نہ کریں گے اس وقت تک اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہوں گے اور انسانیت اسی طرح مبتلائے آلام رہے گی۔ علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے سچ کہا ہے۔

جو تو سمجھے تو آزادی ہے پوشیدہ محبت میں
غلامی ہے اسیر امتیاز ما و تو رہنا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یوں عشق محبوب ﷺ مرا دم ساز ہوا ہے
لگتا ہے کہ اب عمر کا آغاز ہوا ہے

چیف آرگنائزر بزم عشاق

حضرت علامہ حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی کی عالمانہ، عارفانہ، عاشقانہ چند تحریریں

☆	وسیلہ محبوب ﷺ	☆	ادب و تعظیم محبوب ﷺ
☆	گریہ محبوب ﷺ	☆	نور الہدیٰ ﷺ
☆	عشق خیر الوری ﷺ	☆	عجب چیز ہے لذت آشنائی
☆	اطاعت محبوب ﷺ	☆	شمس الضحیٰ ﷺ
☆	شان غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ	☆	صاحب الجود والکرم ﷺ
☆	راحت دو جہاں ﷺ	☆	اسلام میں دل جوئی کا مقام
☆	لفظ ولی کا معنی و مفہوم	☆	اسلام میں دل شکنی جائز نہیں
☆	عقیدت کے پھول	☆	کیا وسیلہ سے مانگنا جائز ہے
☆	آئینہ جمال کبریاء ﷺ	☆	وسیلتنا فی الدارین ﷺ
☆	بنا کے مصور نے توڑا قلم	☆	جب بھی مانگو وسیلے سے مانگو
☆	محبت اور علامات محبت	☆	کون کہتا ہے وسیلہ سے مانگنا جائز نہیں
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقائد	☆	وبا لوالدین احسانا
☆	عشق است امام من	☆	آنچہ خوباں ہمہ دارند
☆	رحمت دو جہاں ﷺ	☆	اہل ایمان سلام کہتے ہیں؟
☆	پیکر حسن و جمال ﷺ	☆	اسمائے محبوب ﷺ

☆	فضائل رمضان وقرآن مجید	☆	انما المؤمنون اخوه
☆	روزہ کے طبی فوائد	☆	خیر کم من تعلم القرآن وعلمه
☆	فضیلت علم اور صاحب علم	☆	محبت الٰہی کے ثمرات
☆	قرآن مجید ایک نعت مسلسل ہے	☆	نور بشر کی وضاحت
☆	ہر گل، ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور	☆	میرے مرشد لجپال
☆	عظمت مصطفیٰ ﷺ	☆	خطبات زماں (1 تا 12)
☆	امتی تیری قسمت پہ لاکھوں سلام	☆	مقالات زماں (1 تا 10)
☆	حقوق مصطفیٰ ﷺ	☆	مقالات عشق رسول ﷺ
☆	ورفعنالك ذكرك	☆	مقالات سیرت محبوب ﷺ
☆	سلطان دو جہاں ﷺ	☆	مقالات صورت محبوب ﷺ
☆	نسبت محبوب ﷺ	☆	محبت کی لازوال داستاں
☆	جان ایماں ﷺ	☆	مساوات محبوب ﷺ
☆	روح ایماں ﷺ	☆	شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات
☆	مسلمانوں کے حقوق		تم سے کیا محبت ہوگئی
☆	افضل الخلق ﷺ		جیسے میرے محبوب ہیں ایسا نہیں کوئی
☆	احسن الخلق ﷺ	☆	کھنچتی ہے کھال کٹتی ہے گردن
☆	اول الخلق ﷺ		عشق ہے تماشہ نہیں ہے
☆	پیکر نور ﷺ	☆	صبر حسین بھی ہے عشق
☆	تذکرہ حسن محبوب ﷺ		صدق خلیل بھی ہے عشق
☆	اسلام میں دوستی کا تصور	☆	دن تو تیرے ہی تصور میں گزر جاتا ہے
☆	علم کی فضیلت واہمیت قرآن و	☆	عارفانہ تقریریں

	حدیث کی روشنی میں	☆	پیام محبت
☆	اخلاق سے کام لوگر دل جیتتے ہیں	☆	وہ مصور کیسا ہوگا؟
☆	نظام مصطفیٰ ﷺ ہی میں امن و	☆	اہل دل
	سکوں ہے	☆	صحیفہ عشق
☆	جنت کے مالک	☆	عقل و عشق
☆	جہنم کا ایندھن	☆	عشق اور اہل عشق
☆	قلب سلیم	☆	ذوق زماں
☆	آداب محبت	☆	خیال زماں
☆	اسلاف کا جذبہ ایثار	☆	باب عشق
☆	اسلاف کا شوق علم	☆	داستان عشق
☆	اسلاف کا اخلاق	☆	شمع اور پروانے
☆	اسلاف کا عشق	☆	فضائل و مسائل نماز
☆	حقیقت عظمت	☆	نماز کے طبی فوائد
☆	حقیقت عشق (۱ تا ۴)	☆	نماز کے روحانی فوائد
☆	حقیقت انساں	☆	فضائل قرآن مجید
☆	عشق کی باتیں	☆	سوز محبت
☆	دیوان عشق	☆	اعزاز محبت
☆	بخشش کے بہانے	☆	حقیقی محبت
☆	عاشقانہ تقریریں	☆	حلاوت ایمان
☆	عالمانہ تقریریں	☆	حقیقت ایمان
☆	درس محبت	☆	دعوت فکر

☆	بیان عشق و محبت	☆	جنت اور اہل جنت
☆	مدارج عشق و محبت	☆	احترام سادات
☆	کرامات اولیاء	☆	دنیا میں جنت
☆	محبت و محبوبیت		میری پسند
☆	ماں کی عظمت	☆	روحانی حکایات
☆	محبت کی نہیں جاتی ہو جاتی ہے	☆	،گلدستہ حکایات
☆	علماء کا شرعی مقام اور معاشرتی حیثیت	☆	لومیرج کی شرعی حیثیت
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور عشق	☆	صوفیاء اور عشق
☆	علماء اور عشق	☆	شعراء اور عشق
☆	خواص اور عشق	☆	عوام اور عشق
☆	حلاوت ایمان	☆	سلطان دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم
☆	اعزازِ محبت	☆	مدارِج اہل علم
☆	عشق حقیقی و مجازی	☆	راہُ رسمِ عشق و محبت
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معیارِ ادب و محبت	☆	حسین محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا حسین تذکرہ
☆	تاجدار عشق	☆	زلفوں کے اسیر
☆	تجھ سا حسین کوئی نہیں	☆	جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
☆	باعث تسکینِ دل و جان صلی اللہ علیہ وسلم	☆	عامل اور عملیات
☆	حُسن ایماں	☆	معجزات انبیاء علیہم السلام
☆	زندگی آمد برائے بندگی	☆	میرے محسن